WARESOON
ISLAMIC E-LEARNING SYSTEM

(جوانوں اور نوجوانوں کیلئے)

نہج البلاغہ کا تعارف

نہج البلاغہ کتاب کی زبانی

مصنف: غلام رضا حیدری ابہری
مترجم: محمد سبطین علوی

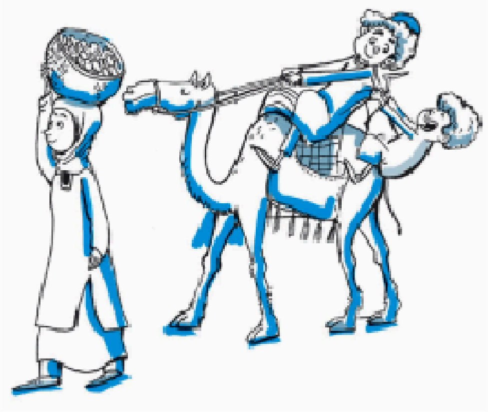

کتاب: نہج البلاغہ کا تعارف

نہج البلاغہ کتاب کی زبانی (جوانوں اور نوجوانوں کیلئے)

مصنف: غلام رضا حیدری ابہری

مترجم : محمد سبطین علوی

چاپ اول : 1000

سال : 2025 دسمبر

ناشر: وارثون اسلامک ای لرننگ سسٹم

WARESOON
ISLAMIC E-LEARNING SYSTEM

ملنے کا پتہ: امامیہ بکس بھلوال

رابطہ نمبر: 03186013463

IMAMIA BOOKS BHALWAL

جوانوں اور نوجوانوں کیلئے

نہج البلاغہ کا تعارف

نہج البلاغہ کتاب کی زبانی

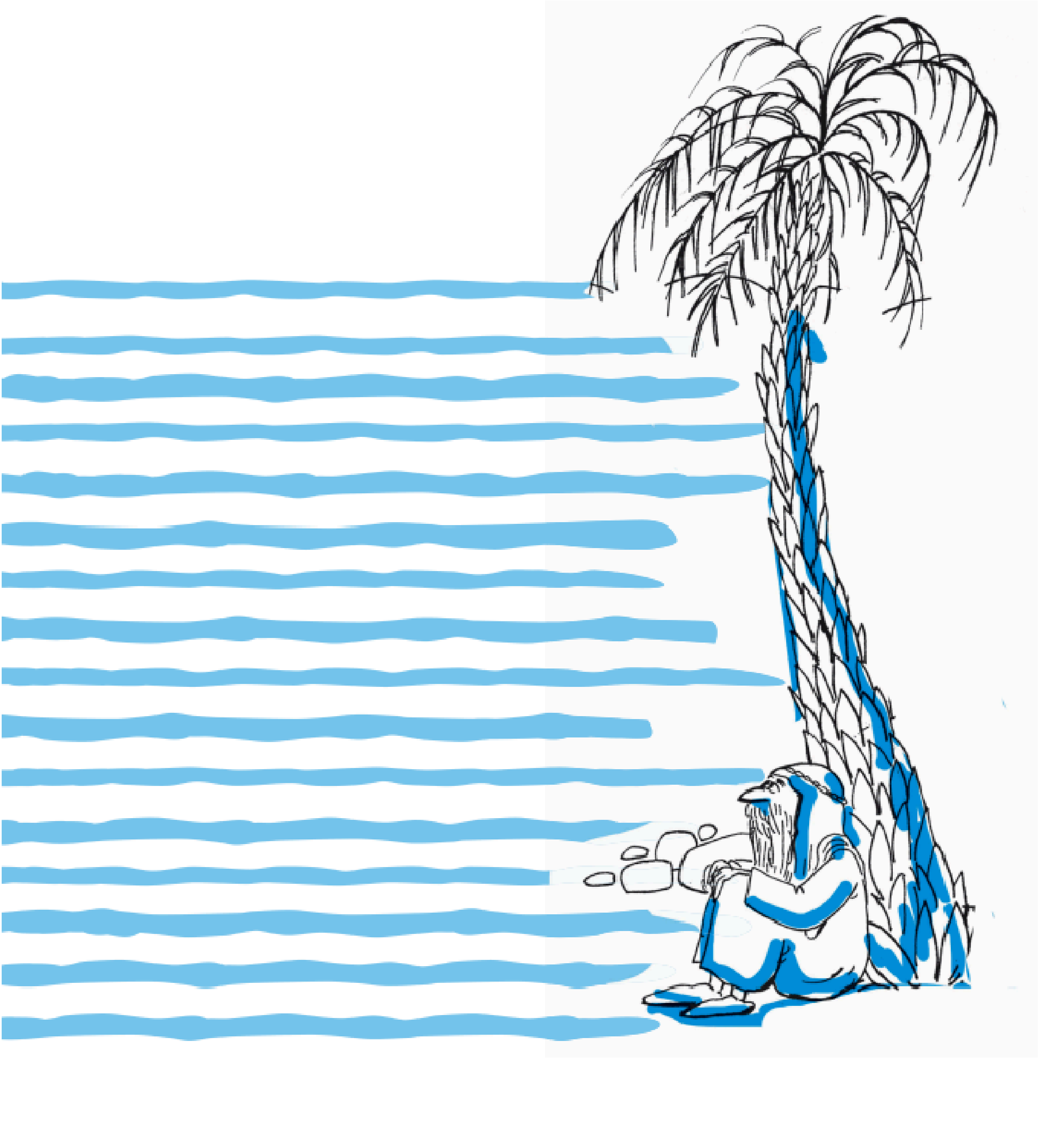

فہرست

سید رضی کا تعارف	8
شعر و شاعری سے لگاؤ	14
تصنیف کا آغاز	18
نہج البلاغہ لکھنے کا مشورہ	21
خطبات کی جمع آوری	26
حصہ خطوط (مکتوبات)	32
کلمات قصار	38
کلمات قصار کے نمونے	41
نام کا انتخاب	54
نہج البلاغہ کا پھیلاؤ اور رواج	57
نہج البلاغہ کی شرحیں	59
نہج البلاغہ کا ترجمہ	62
نہج البلاغہ کا عالمی مقام	66
کوئز کے سوالات	67
حوالہ جات	71

قارئین محترم! السلام علیکم کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ بے شک آپ نے میرا نام بہت سنا ہو گا۔ "میں" وہ کتاب ہوں جسے کئی سال پہلے ایک عظیم دانشمند اور پُر جوش شاعر، "سیّد رضی" کی کوششوں سے جمع کیا گیا۔ میرا نام "نہج البلاغہ" ہے اور میرا لقب "برادرِ قرآن" ہے۔ ہاں، میں نہج البلاغہ ہوں؛ وہ کتاب جس میں امام علی (ع) کے بعض خطبوں، خطوط اور اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔

اگر آپ میری سوانح عمری میری ہی زبان سے سننا چاہتے ہیں اور مجھ سے بہتر طور پر واقف ہونا چاہتے ہیں، تو صبر کے ساتھ میری باتوں کو سنیں اور میرے ایک ایک قول کو یاد رکھیں۔ مجھے امید ہے کہ اس تعارف کے بعد آپ ایک دن مجھے اوّل سے آخر تک پڑھیں گے اور اس سے لطف اٹھائیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ میری سر گزشت آپ کے لیے بہت سبق آموز اور مفید ہو گی۔

آغاز میں، بہتر ہے کہ ہم ہزار سال پیچھے چلیں اور میرے مصنف سیّد رضی کی زندگی پر ایک نظر ڈالیں۔

سیّد رضی کا تعارف

سیّد رضی سنہ ۳۵۹ ہجری قمری میں شہر بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام "محمد"، کنیت "ابوالحسن" اور لقب "رضی" یا "شریف رضی" ہے؛ البتہ فارسی بولنے والوں میں آپ "سیّد رضی" کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ کے والد کا نام "ابواحمد حسین بن موسی" ہے جنہیں "طاہر ذوالمناقب" کا لقب ملا تھا۔ آپ ایک قابل احترام سیّد، خاندانِ پیغمبر (ص) کا فخر اور ایک بلند مرتبت شخصیت تھے آپ شریف، نجیب اور دور اندیش آدمی تھے۔ سیّد کے والد لوگوں کی شکایات کی نگرانی، حاجیوں اور زائرینِ بیت اللہ کی سرپرستی اور حضرت ابو طالب کی نسل کے سادات کے حالات کی دیکھ بھال کے بھی ذمہ دار تھے۔

سیّد رضی کی والدہ بھی ایک علوی (سیدہ) خاتون تھیں، جو اپنی دادی حضرت فاطمہ کے ہم نام اور ایک دیندار و بافضیلت خاتون تھیں۔

مشہور ہے کہ شیخ مفید، جو اس وقت کے شیعہ دانشمندوں کے سر کردہ اور عالی قدر مرجع تھے، نے آپ ہی کی خاطر کتاب "احکام النساء" (یعنی خواتین کے احکام) لکھی۔

سیّد رضی کا نسب پانچ واسطوں سے امام کاظم (ع) سے جا ملتا ہے۔ سیّد کے آباء واجداد، امام کاظم (ع) تک، سب نیک، بہترین اور سادات کے بزرگ تھے۔

آپ نے بچپن میں اپنے بھائی سیّد مرتضی کے ساتھ تعلیم و تحصیل کا آغاز کیا۔ ان دونوں بھائیوں کی ابتدائی تعلیم کے آغاز کا واقعہ بہت سننے کے قابل ہے، جو میں آپ کو سناتا ہوں:

سیّد رضی اور سیّد مرتضی کی عمر ابھی چند سال ہی تھی کہ ان کی والدہ نے فیصلہ کیا کہ انہیں شہر کے مشہور عالم، یعنی شیخ مفید، کے پاس لے جائیں، تاکہ ان کے بیٹے ان کے علم سے فیض یاب ہوں اور ان سے اسلامی علوم سیکھیں۔ اسی لیے انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کا ہاتھ پکڑا اور شیخ مفید کی درس گاہ کی طرف چل پڑیں۔

شیخ مفید ہمیشہ کی طرح بغداد کے شیعہ نشین محلے میں واقع مسجد "براثا" میں اپنے شاگردوں کی بہت بڑی تعداد کو درس دے رہے تھے اور انہیں اپنے علم کے خزانے سے فیض یاب کر رہے تھے۔ اچانک ایک پُر وقار اور محترم خاتون مسجد میں داخل ہوئیں۔ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور شیخ مفید کے قریب آکر سلام عرض کرنے کے بعد کہا:

"میں طاہر ذوالمناقب کی بیوی ہوں اور یہ دونوں بچے میرے بیٹے ہیں۔ میں انہیں آپ کے پاس لائی ہوں تاکہ آپ انہیں دین کا علم سکھائیں"۔

شیخ مفید اس والدہ کی بات سن کر آبدیدہ ہوگئے اور کچھ دیر روتے رہے۔ پھر اس بزرگ خاتون اوران کے عزیز بیٹوں کے احترام میں کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"میں نے گزشتہ رات رسول خدا (ص) کی پیاری بیٹی حضرت
فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو خواب میں دیکھا، اس حال میں کہ
وہ امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کا ہاتھ پکڑے ہوئے
تھیں۔ پھر حضرت زہراء سلام اللہ علیہا ان دونوں کو میرے
پاس لائیں اور سلام کے بعد فرمایا: 'یہ دونوں میرے بیٹے ہیں،
انہیں دین کا علم سکھاؤ۔' میں یہ خواب دیکھ کر حیرانگی کی حالت
میں بیدار ہوا اور سوچ میں پڑ گیا کہ اس خواب کا راز کیا ہے؟"

اس طرح شیخ مفید کا خواب تعبیر ہوا اور انہوں نے کمال رضایت اور اشتیاق کے ساتھ سیّد رضی اور سیّد مرتضی کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری قبول کر لی۔

سیّد رضی کی والدہ کا حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہم نام ہونا اور رسول اللہ (ص) کی بے مثال بیٹی کی نسل سے ہونا، اس نکتے کو شیخ مفید کے خواب کی اہمیت میں مزید اضافہ کرتا تھا۔

سیّد رضی اور سیّد مرتضی نے شیخ مفید کی شفقت اور محبت کو کبھی نہیں بھلایا۔ وہ ہمیشہ اپنے معزز استاد کا احترام کرتے رہے اور اگرچہ بعد میں انہوں نے دوسرے اساتذہ سے بھی فیض حاصل کیا، لیکن شیخ مفید ان کے نزدیک ایک خاص احترام کے حامل تھے۔

اس طرح، "میرے" مصنف، سیّد رضی، اور ان کے بھائی نے بغداد میں اپنی تعلیم کا آغاز کیاتا کہ وہ قدم بہ قدم اپنے درخشاں مستقبل کے قریب ہوتے جائیں۔

اس زمانے میں بغداد شہر علم و دانش اور ثقافت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ عالمِ اسلام کے کونے کونے سے بہت سے دانشور اور علماء اس شہر میں جمع تھے اور ہر علم میں، جیسے شاعری، ادب، لغت، ہندسہ، حساب، ستارہ شناسی، طب اور جغرافیہ سے لے کر فلسفہ، تفسیر، حدیث، تاریخ اور... تک، تحقیق اور تدریس میں مشغول تھے۔ ہر باصلاحیت طالب علم اور شاگرد شہر کے قابل علم اساتذہ اور بڑے بڑے کتب خانوں کو استعمال کرتے ہوئے تعلیم اور علمی کمال کے مراحل کو تیزی سے طے کر سکتا تھا۔

"میرے" مصنف اور ان کے بھائی نے بھی بغداد کے علمی ماحول اور بڑے بڑے علماء سے خوب فائدہ اٹھایا اور اپنے اساتذہ کے حضور علوم اسلامی کو تیزی سے سیکھا۔ سیّد رضی کی علوم اسلامی سیکھنے کی ذہانت اتنی تھی کہ سبھی مستقبل قریب میں ان کے درخشاں مستقبل کی پیشین گوئی کرتے تھے اور ان کی بے مثال صلاحیت کی تعریف کرتے تھے۔

شعر و شاعری سے سید رضی کا لگاؤ

شریف رضی، دینی علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ گاہے بگاہے شعر بھی کہتے تھے۔ اگرچہ ان کی عمر دس سال سے بھی کم تھی، لیکن ان کی خوبصورت اور دلکش شاعری سب کو حیران کر دیتی تھی۔ نَو سال کی عمر میں انہوں نے اپنے عالی قدر والد کی شان میں ایک دلکش قصیدہ کہا۔ سیّد کے والد نے اپنے بیٹے کی بے مثال صلاحیت کے عوض انہیں ایک انعام دیا؛ لیکن سیّد رضی نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا:

"ابا جان! میں نے یہ قصیدہ آپ جیسے والد کے ہونے کی محبت میں کہا ہے، نہ کہ انعام اور تحفہ لینے کے لیے"۔

اسی عمر میں انہوں نے اپنے ایک استاد کی وفات پر بھی ایک خوبصورت مرثیہ کہا، تاکہ اس طرح اپنے استاد کی قدردانی کریں۔

ان کی عمر تیس سال کو نہیں پہنچی تھی کہ ان کی شہرت ہر جگہ پھیل گئی؛ یہاں تک کہ صاحب بن عباد (جو اس زمانے کے وزیروں اور سیاستدانوں میں سے تھے اور شاعری کے میدان میں وسیع معلومات رکھتے تھے، اور خود بھی خوبصورت شعر کہتے تھے) نے کسی شخص کو "رے" سے بغداد بھیجا تاکہ سیّد رضی کی شاعری کا ایک نسخہ ان کے لیے تیار کرے۔ اس وقت سیّد کی عمر صرف چھبیس سال تھی۔

انہوں نے صاحب بن عبّاد کے کاموں سے آگاہ ہونے کے بعد، ان کے شائستہ اوصاف اور طاقتور قلم کی تعریف میں ایک خوبصورت شعر کہا اور ارادہ کیا کہ وہ شعر ان کو بھیج دیں؛ لیکن اس ڈر سے کہ کہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ سیّد نے اس کام میں کوئی توقع رکھی تھی، انہوں نے اسے بھیجنے سے گریز کیا۔

اسی طرح، اس زمانے کے طاقتور حاکم اور بادشاہ کی بیٹی تقیہ نے بھی کسی شخص کو مصر سے بغداد روانہ کیا تاکہ ان کے لیے سیّد رضی کے دیوانِ شعر کا ایک نسخہ تیار کرے۔ جب "رضی" کا دیوان تقّیہ کے لیے مصر لے جایا گیا، تو وہ اتنی خوش ہوئیں گویا انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے قیمتی تحفہ پایا ہو۔

"میرے" دانشمند مصنف دوسرے شاعروں کے اشعار سے بھی دیرینہ واقفیت رکھتے تھے اور ان کے خوبصورت کاموں کے مطالعہ سے ہر روز اس میدان میں اپنے تجربات میں اضافہ کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی مہارت بڑھانے کے لیے کئی مشہور شاعروں کے منتخب اشعار بھی جمع کیے۔ ان میں ابن اسحاق صابی اور ابن حجاج کے خوبصورت اشعار شامل ہیں۔

البتہ سیّد رضی کے بھائی سیّد مرتضی بھی شاعری کرتے تھے اور قابل مطالعہ اور دلچسپ شعر کہتے تھے، لیکن اس فن میں وہ کبھی "رضی" کے مقام تک نہیں پہنچ سکے۔

سیّد رضی کا شاعری سے لگاؤ بے مثال تھا۔ کبھی وہ کوئی خوبصورت شعر پڑھ کر اتنا خوش ہوتے تھے کہ زندگی کی تمام پریشانیوں کو بھول جاتے اور اپنی شاعرانہ خیالات کی دنیا میں غرق ہو جاتے۔ اور کبھی ایک شعر کہہ کر ایسے سکون اور راحت کا احساس کرتے جیسے کوئی بلند پرواز پرندہ آسمان میں پرواز کر رہا ہو۔

البتہ صرف شاعری ہی نہیں تھی جس نے انہیں اتنا شیفتہ کر رکھا تھا؛ بلکہ قرآنِ کریم کی آیات اور پیغمبر اسلام (ص) اور اہلِ بیت (ع) کے قیمتی اقوال نے بھی ان کے دل پر عجیب اثر ڈالا۔ جب وہ قرآن کے نورانی چشمے اور دین کے عظیم پیشواؤں کے اقوال کا مطالعہ کرتے، تو انہیں ایک خوشگوار حالت محسوس ہوتی؛ یہاں تک کہ وہ آسانی سے مطالعہ چھوڑ کر کسی دوسرے کام میں مشغول ہونے کو تیار نہ ہوتے۔

اسی شوق کی وجہ سے، تیس سال کی عمر کے بعد بھی، کئی دوسرے کام ہونے کے باوجود، انہوں نے مختصر وقت میں قرآن حفظ کر لیا۔

تصنیف کا آغاز

جیسے جیسے سیّد رضی کی عمر بڑھتی گئی، وہ پیغمبر خدا (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کے اقوال کی خوبصورتیوں اور لطافتوں کے نئے نکات کو سمجھتے گئے اور اس میدان میں مطالعہ اور تحقیق کا شوق مزید بڑھتا گیا۔

جوانی کے آغاز میں انہیں یہ خیال آیا کہ ایک کتاب لکھیں اور اس میں اسلام کے عظیم پیشواؤں کے ان اقوال کا انتخاب جمع کریں جو ان کی نظر میں سب سے زیادہ دلکش اور خوبصورت تھے۔ چنانچہ انہوں نے قلم اٹھایا اور بڑے شوق سے اس کام کو انجام دینے کی ٹھانی۔

انہوں نے اس کتاب کے کچھ حصے لکھ بھی لیے تھے کہ بدقسمتی سے مختلف پریشانیوں اور ناگوار حادثات کی وجہ سے وہ اس کام کو مکمل نہ کر سکے اور اسے جاری نہ رکھ سکے۔

انہوں نے اپنی نامکمل کتاب میں امام علی (ع) کے مختصر اقوال کا ایک حصہ بھی شامل کیا تھا؛ لیکن بہر حال وہ اس کام کو مکمل نہ کر سکے۔

وہ خود اس بارے میں فرماتے ہیں:

"میں نے جوانی کے آغاز اور زندگی کی بہار کے ایام میں ائمہ معصومین (ع) کے فضائل کے بارے میں ایک کتاب لکھنا شروع کی، جس میں ان کے بیانات، منتخب اقوال اور کلام کے موتی شامل تھے۔ میں نے اس کتاب کو لکھنے کا مقصد اس کے آغاز میں بیان کیا اور اسے اپنا پیش گفتار بنایا۔ جب میں نے امیر المومنین علی (ع) کے فضائل لکھنے کا کام مکمل کیا، تو زمانے کے واقعات اور مختلف پریشانیوں نے مجھے کتاب مکمل کرنے سے روک دیا۔ میں نے کتاب کو منظم ابواب اور مرتب فصلوں میں تقسیم کیا تھا۔ آخر میں، میں نے امیر المومنین (ع) کے مختصر اقوال کے بارے میں ایک فصل کھولی، جس میں آپ کی نصیحتیں، حکمت آمیز اقوال، مثالیں اور زندگی کے آداب شامل تھے؛ لیکن میں نے طویل خطبات اور لمبے خطوط کو شامل نہیں کیا"۔

سیّد کی نامکمل کتاب، اس ارادے کے بغیر کہ وہ اسے مکمل کریں گے، ان کے کمرے کے ایک گوشے میں رکھی تھی۔ وہ کبھی کبھار اس کتاب کے کچھ حصوں کو اپنے کچھ قریبی دوستوں کو دکھاتے اور ان سے مشورہ کرتے۔ جو بھی ان تحریروں کو دیکھتا، وہ "سیّد" کی حوصلہ افزائی کرتا اور ان کے ذوق، صلاحیت اور کوشش کی تعریف کرتا۔ ان کے لیے کتاب کے یہ چند صفحات پڑھنا بھی دلچسپ تھا۔

نہج البلاغہ لکھنے کا مشورہ

سیّد کے دوستوں کا ایک گروہ، جو کتاب کے نامکمل رہنے پر پریشان تھا، نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ کتاب کی تحریر کو کسی اور طریقے سے جاری رکھیں اور اسے مکمل کریں۔

انہوں نے "سید رضی" سے کہا: یہ کتنا شائستہ ہوگا کہ آپ امیر المومنین علی (ع) کے دلکش اور خوبصورت اقوال کا ایک مجموعہ جمع کریں اور صرف ان کے مختصر اقوال پر اکتفا نہ کریں۔ اب سے، آپ ان حضرت کا ہر خط، خطبہ، نصیحت اور مختصر یا طویل قول جو آپ کو ملے، اسے لکھیں اور ان کے فرمودات کے بارے میں ایک الگ کتاب تیار کریں۔

بہتر ہے کہ سیّد رضی کے دوستوں کی تجویز کا ماجرا خود ان کی زبانی سنیں:

"جب میرے دوستوں کے ایک گروہ نے یہ کتاب دیکھی، اور چونکہ اس میں امام علی (ع) کے مختصر اقوال کے عنوان سے ایک فصل شامل تھی، تو انہوں نے اسے پسند کیا اور اس کام کی انفرادیت پر حیران ہوئے۔

اسی لیے انہوں نے مجھ سے خواہش کا اظہار کیا کہ ایک ایسی کتاب لکھوں جس میں امیرالمومنین (ع) کے تمام خطبات، خطوط، نصیحتیں اور مختصر اقوال شامل ہوں۔ان کے خیال میں، امام علی کے اقوال میں بیان کی بہت سی حیرت انگیز چیزیں، عربی کلام کے درخشاں موتی اور دین و دنیا کے بارے میں دلچسپ گفتگو موجود ہے جو کسی دوسرے کلام میں نظر نہیں آتی اور نہ ہی کسی کتاب میں جمع کی گئی ہے؛ کیونکہ امیرالمومنین (ع) سنجیدہ اور شیریں کلام کا سرچشمہ ہیں۔ ہر باصلاحیت مقرر نے ان کے راستے کو اپنایا ہے اور ہر خوش بیان واعظ نے ان کے اقوال سے مدد لی ہے۔ان کے اقوال الٰہی دانش کا ایک پرتو ہیں اور ان سے پیغمبر (ص) کے کلام کی خوشبو آتی ہے"۔

سیّد رضی نے دوستوں کی تجویز کو قبول کر لیا اور ان کی پُرجوش حوصلہ افزائی نے انہیں دوبارہ ہمت بخشی۔ "سید رضی" نے نئے سرے سے کتاب لکھنے کا عزم کیا۔ وہ کتاب "میں" تھی جو اس فیصلے کے بعد "رضی" کے قلم سے لکھی گئی اور مجھے "نہج البلاغہ" کا نام ملا۔

سیّد رضی کا دل امام علی (ع) کی محبت سے لبریز تھا، اسی لیے وہ لوگوں کو آپ سے متعارف کرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔

وہ خود امیر المومنین علی (ع) کی بے مثال شخصیت کے شیفتہ تھے اور چاہتے تھے کہ دوسرے بھی امام (ع) کے اقوال اور تحریروں کو پڑھ کر اس پُر فیض سمندر سے ایک قطرہ چکھیں اور اس بزرگ شخصیت سے زیادہ سے زیادہ آشنا ہوں۔

یہ "میرے" لکھنے کے لیے "رضی" کے ارادے کا خلاصہ تھا۔ وہ خود اس بارے میں فرماتے ہیں:

"میں نے اپنے دوستوں کی درخواست قبول کی اور اس کتاب نہج البلاغہ کی تالیف شروع کی۔ میں جانتا تھا کہ یہ ایک لازوال اثر ہوگا اور اس کا ابدی اجر ہوگا۔ اس طرح میں نے چاہا کہ علی (ع) کی عظمتِ شخصیت کے ایک گوشے کو روشن کروں اور ان بے شمار فضائل میں اسے شامل کروں جو دوست اور دشمن دونوں میں آپ کی شہرت رکھتے ہیں"۔

"سیّد" نے "میری" تحریر کا کام شروع کیا اور آغاز میں امام علی (ع) کے خطبات کی تلاش میں لگ گئے۔ انہوں نے بغداد کے معتبر کتب خانوں سے بہت فائدہ اٹھایا۔

دارالعلم کا کتب خانہ جس میں ۸۰,۰۰۰ نسخے تھے، بیت الحکمہ کا کتب خانہ جس میں ۱۰۰,۰۰۰ جلدیں تھیں، اور کئی دوسرے بڑے اور چھوٹے کتب خانے بھی "سیّد" کو تحقیق کے لیے دستیاب تھے۔ البتہ ان کے دانشمند دوستوں کے پاس بھی بہت سی کتابیں تھیں جنہیں وہ آسانی سے حاصل کر سکتے تھے۔

خطبات کی جمع آوری

سیّد رضی کا پہلا کام امام علی (ع) کے خطبات لکھنا تھا۔ "سید رضی" نے تقریروں، یا دوسرے الفاظ میں، خطبوں کو جمع کرنے کے لیے بہت محنت کی۔ "خطبہ" اس کلام کو کہتے ہیں جو کچھ طویل ہو اور عموماً لوگوں کے ایک گروہ کے درمیان بیان کیا جائے۔ اس باہمت اور انتھک عالم نے امیر المومنین (ع) کے خطبوں کو ڈھونڈنے کے لیے تاریخ اور حدیث کی سینکڑوں کتابوں کے اوراق کا مطالعہ کیا اور ان سے اقتباسات لئے۔

"خطبات" کا حصہ، جو میرے (نہج البلاغہ) نصف اوراق پر مشتمل ہے، امام علی (ع) کے خطبات کا انتخاب ہے جو آپ نے مختلف زمانوں اور جگہوں پر بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے کچھ جنگ کے زمانے میں، کچھ صلح کے دوران، کچھ شہر میں، کچھ صحرا میں اور باقی دیگر مختلف حالات و مواقع پر آپ کی زبان سے جاری ہوئے ہیں۔

"میرے "پہلے حصے (خطبات) میں مختلف نکات نظر آتے ہیں: اللہ کی حمد و ثنا، تاریخ اور اس کی عبرتیں، پیغمبر اسلام (ص) کا تعارف، حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی یاد، گزشتہ یادیں، جنگجوؤں کی تربیت، زندگی کے آداب، نصیحت و پند، غلطی کرنے والے کمانڈروں کی توبیخ، دشمن کی سازشوں کا افشاء، جہاد کے لیے لوگوں کی حوصلہ افزائی، حق کے شہیدوں کی یاد، عجائبِ خلقت کا جائزہ، قرآن کی اہمیت اور سینکڑوں دیگر موضوعات امام (ع) کے خطبات میں توجہ کا مرکز رہے ہیں؛ لیکن ان تمام خطبوں میں بغیر کسی استثناء کے جو چیز نمایاں ہے، وہ فصاحت اور بلاغت کی انتہا ہے۔

امام علی (ع) کے بعض خطبے زیادہ شہرت رکھتے ہیں، جن میں سے چند کا ذکر میں کرتا ہوں:

۱. خطبہ شِقشِقِیّہ (خطبہ نمبر ۳):

یہ ایک بہت ہی غم انگیز اور جاں سوز کلام ہے جس میں امام (ع) دوسروں کے ذریعے اپنے حقِ خلافت کے غصب ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔

1۔ فصاحت: کلام کی شگفتگی؛ ایسا کلام جو ادبی لحاظ سے خوبصورت ہو، گرامر کی غلطیوں سے پاک ہو اور کہنے والے کا مقصد اچھی طرح واضح کرے۔

2۔ بلاغت: کلام کی رسائی؛ ایسا کلام جو مخاطب پر اثر انداز ہو اور کہنے والے کی لذت و خوشی یا دکھ و غم کو سننے والے تک اچھی طرح منتقل کرے۔

لائبریری

۲. خطبہ اُشْباح ☆(خطبہ نمبر ۱۹):

یہ خطبہ خداشناسی کے بارے میں ہے اور اس شخص کے جواب میں بیان کیا گیا ہے جس نے آپ سے پوچھا تھا: "خدا کو میرے لیے اس طرح بیان کریں گویا میں اسے کھلے عام دیکھ رہا ہوں"۔

۳. خطبہ غَرّاء☆☆(خطبہ نمبر ۸۳):

یہ خطبہ سراسر موعظہ اور نصیحت ہے۔ اس خطبے نے سننے والوں کے دلوں پر اتنا اثر کیا کہ امام (ع) کے کلام کے اختتام پر سب کانپ رہے تھے اور برسات کے بادلوں کی طرح اشک بہا رہے تھے۔

۴. خطبہ قاصِعَہ ☆☆☆(خطبہ نمبر ۱۹۲):

یہ طویل خطبہ شیطان کے بارے میں ہے، جس میں لوگوں کو شیطان کی پیروی سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

☆اشباح: کے معنی ہیں شخص یا کوئی چیز جو دور سے دیکھی جائے اور واضح نہ ہو۔ چونکہ اس خطبے میں امام (ع) نے آسمان، زمین، فرشتوں اور آدم کی آفرینش کے بارے میں اس حد تک بات کی جو سننے والے کی سمجھ میں آسکے، اس لیے یہ "اشباح" کے نام سے مشہور ہوا۔

☆☆غرّاء: یعنی سفید اور نورانی۔ یہ خطبہ بلاغت اور فصاحت کے لحاظ سے عربی ادب کی انتہا پر ہے، اسی لیے اس کا نام "خطبہ غرّاء" رکھا گیا ہے۔ یہ خطبوں کے درمیان چمکتا ہے۔

☆☆☆ قاصعہ: یعنی کچلنے والا اور چھوٹا کرنے والا۔ یہ خطبہ انسانوں کے نزدیک شیطان کو ذلیل و خوار کرتا ہے اور متکبروں کی تحقیر کا سبب بنتا ہے۔

۵۔خطبہ پرہیزگاران (خطبہ نمبر ۱۹۳):

یہ خطبہ پرہیزگاروں کی تعریف میں ہے اور ایک پرہیزگار شخص "ہمام" کی درخواست کے جواب میں دیا گیا تھا۔امام (ع) کے کلام نے "ہمام" کی حالت کو اس قدر بدل دیا کہ وہ خطبے کے اختتام پر ایک آہ بھر کر اسی وقت جان دے بیٹھے۔یہ خطبہ ہمیشہ مسلمان علماء کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور اسے شاگردوں کی تربیت اور لوگوں کی رہنمائی کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

اب ہم اس خطبے کے کچھ حصے مل کر پڑھتے ہیں:

"پرہیزگار شخص بری باتیں نہیں کرتا، گالیاں نہیں دیتا اور اس کا کلام نرم ہوتا ہے۔اس سے برا کام دیکھنے میں نہیں آتا؛ لیکن واضح طور پر بہت زیادہ نیک کام انجام دیتا ہے۔وہ اچھا کام کرنے کے لیے تیار اور برے کام سے دور رہتا ہے۔زندگی کی مشکلات میں بردبار اور ناخوشگواریوں میں صابر اور خوشیوں میں شکر گزار ہوتا ہے...

وہ لوگوں کو برے ناموں سے یاد نہیں کرتا، پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا اور دوسروں کی مصیبت اور پریشانی پر خوشی محسوس نہیں کرتا۔وہ خود کو بے ہودہ کام میں مشغول نہیں کرتا اور حق کے راستے سے باہر نہیں جاتا"۔

سیّد رضی ہر خطبے کے آغاز میں کبھی اس کے موضوع اور کبھی اس کے وقت کا ذکر کرتے ہیں، اور بعض خطبات کے آخر میں مشکل جملوں یا الفاظ کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ ایک خطبے کے اختتام پر اس کی تعریف بھی کرتے ہیں اور اس طرح امام علی (ع) کے اقوال سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر، خطبہ نمبر ۲۱ کے آخر میں وہ یوں لکھتے ہیں:

"میری نظر میں اگر اس کلام کو کلامِ خدا اور رسول خدا (ص) کے کلام کے علاوہ کسی بھی کلام سے تولا جائے، تو یہ اس سے زیادہ بلند اور اس پر سبقت لے جانے والا ہوگا"۔

بالآخر سیّد "رضی" کا "خطبات" جمع کرنے کا کام اختتام پذیر ہوا۔ اور وہ دستیاب کتابوں کے انبار میں سے ۲۴۱ خطبے منتخب کر پائے۔

حصہ خطوط (مکتوبات)

"میرے" پہلے حصے، یعنی خطبات، کی تالیف کے بعد سیّد نے امام علی (ع) کے خطوط جمع کرنا شروع کیے۔ امام علی علیہ السلام کے بہت سے خطوط یادگار ہیں جو آپ کے قلم سے مختلف افراد کے لیے لکھے گئے۔ ہر خط کسی خاص مناسبت سے لکھا گیا ہے۔

اگر جنگ کا وقت ہوتا، تو امام (ع) اپنے سپہ سالار کو خط لکھ کر ضروری نکات کی یاد دہانی کراتے۔ اور اگر گورنر یا حکومتی اہلکار کوئی غلطی کرتے، تو حضرت اپنے مضبوط قلم سے انہیں سرزنش کرتے اور لوگوں کے حقوق کے دفاع میں کھڑے ہوتے۔ کبھی کبھی آپ کو اپنے کینہ پرور اور شریر دشمن (امیر شام) سے بھی خط ملتا تھا جس کا آپ حیرت انگیز مضبوطی اور قاطعیت کے ساتھ جواب دیتے۔ البتہ ان حالات کے علاوہ بھی مواقع آتے تھے جب امام (ع) اپنے حکیمانہ اور دانشمندانہ خطوط سے اپنے اصحاب اور ساتھیوں کی رہنمائی فرماتے تھے۔

سیّد رضی نے خطوط کے حصے میں امام (ع) کی کچھ خوبصورت اور پڑھنے کے قابل وصیتیں اور نصیحتیں بھی جمع کر کے خطوط کے درمیان شامل کر دیں۔

اب میں امیر المومنین (ع) کے کچھ مشہور خطوط کا ذکر کرتا ہوں جو سیّد رضی نے جمع کیے ہیں:

۱. امام حسن (ع) کے نام خط (خط نمبر ۳۱):

امیر المومنین (ع) نے یہ خط جنگ صفین سے واپسی پر لکھا۔ اس میں آپ اپنے بیٹے کو محبت بھرے انداز میں نصیحت کرتے ہیں اور انہیں اہم نکات سکھاتے ہیں۔ یہ خط اسلامی متون میں تعلیم و تربیت کے میدان میں جامع ترین مکتوبات میں سے ہے اور اساتذہ اور مربیّوں کے لیے بہترین رہنما ثابت ہو سکتا ہے۔

۲. عثمان بن حُنیف کے نام خط (خط نمبر ۴۵):

یہ خط ایک توبیخ آمیز خط ہے۔ عثمان بن حُنیف امام (ع) کی طرف سے بصرہ کا حکمران تھا۔ حضرت کو خبر ملی کہ عثمان ایک شاہی محفل میں شریک ہوا ہے اور ایسے دستر خوان پر بیٹھا ہے جس سے شہر کے غریب اور محتاج لوگ محروم تھے۔ حضرت علی (ع) نے عثمان کو خط لکھا اور اس کام پر سرزنش کی جو کسی مسلمان حکمران کی شان کے لائق نہ تھا۔

۳. امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کے نام وصیت (خط نمبر ۴۷):

امام (ع) نے یہ وصیت اپنی زندگی کے آخری ایام میں بیان فرمائی، جب آپ ابن ملجم کی زہر آلود تلوار سے زخمی ہو چکے تھے۔ چونکہ یہ وصیت امام علی (ع) کے آخری اقوال میں سے ہے، اس لیے مورخین کے نزدیک اس کی خاص اہمیت ہے۔

۴. مالک اشتر کے نام خط (خط نمبر ۵۳):

یہ خط جناب مالک اشتر کو مصر کا فرمانروا مقرر کرتے وقت لکھا گیا تھا۔ اس خط میں حکمرانی اور حکومت چلانے کے اصولوں کے بارے میں اہم نکات بیان کیے گئے ہیں جنہوں نے پوری تاریخ میں مسلمان علماء کی توجہ کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ فوجی مسائل، بیت المال کا حساب، مالیات (ٹیکس)، لوگوں کے ساتھ صحیح برتاؤ کا طریقہ، عدلیہ، معیشت، مشیروں اور وزیروں کا انتخاب، مسلمان حکمران کا رویہ، تجارت اور صنعت، محروموں کے حالات کی دیکھ بھال، جنگ اور صلح، اور دسیوں دیگر موضوعات پر اس خط میں توجہ دی گئی ہے اور امام (ع) کی طرف سے ہر ایک کے لیے قیمتی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔

اب ہم اس خط کے کچھ حصے مل کر پڑھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ وہ فرمان ہے جو اللہ کے بندے - علی (ع) - نے اپنے خط میں مالک اشتر کے لیے جاری کیا ہے؛ انہیں مصر کی حکمرانی کے لیے منتخب کیا گیا تاکہ وہ اس سرزمین کی مالیات (ٹیکس) جمع کریں، وہاں کے دشمنوں سے لڑیں اور وہاں کے لوگوں کی اصلاح اور شہر و دیہات کو آباد کرنے پر توجہ دیں۔ میں انہیں اللہ کی بارگاہ میں تقویٰ اختیار کرنے، اس کی اطاعت کرنے اور ان چیزوں کی پیروی کرنے کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ کی کتاب (قرآن نے واجبات اور مستحبات کے حوالے سے) دیا ہے،؛ وہی واجبات اور مستحبات جن کی پیروی کے بغیر کوئی بھی سعادت منداور کامیاب نہیں ہو سکتا اور جن کے انکار اور ضائع کرنے کے بغیر کوئی بھی بدبخت نہیں ہوتا۔

اے مالک! اپنے دل کو لوگوں کے لیے رحمت، محبت اور لطف سے بھر دو اور ان کے لیے اس درندے کی طرح نہ ہو جو ان کا خون غنیمت سمجھے؛ کیونکہ وہ دو گروہ ہیں: یا تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں یا پھر خلقت میں تمہاری طرح ہیں (اگرچہ ان کا تمہارے ساتھ مشترکہ دین نہ ہو)۔

جو لوگ لوگوں کے عیب زیادہ ڈھونڈنے والے ہیں، وہ تم سے
زیادہ دور اور تمہارے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ ہونے چاہئیں؛
کیونکہ لوگوں میں عیب ہوتے ہیں جنہیں چھپانے کے لیے
حکمران اور والی سب سے زیادہ شائستہ ہے۔ اس بات کے پیچھے
نہ پڑو کہ لوگوں کے پوشیدہ عیبوں کو آشکار کرو؛ کیونکہ تمہارا
فرئضہ صرف ظاہر عیبوں کی اصلاح ہے۔ جو گناہ اور خطائیں تم پر
پوشیدہ ہیں، ان کے بارے میں خدا خود فیصلہ کرے گا"۔

سیّد رضی ہر خط کے آغاز میں مخاطب کا نام لکھتے تھے اور بعض کے آخر میں مشکل جملوں اور الفاظ کی وضاحت کرتے تھے۔ کئی دنوں کی عالمانہ کوشش اور تلاش کے بعد خطوط جمع کرنے کا کام بھی اختتام کو پہنچا۔ اس دوران "سیّد" نے امام علی (ع) کے ۷۹ خطوط اور نصیحتیں جمع کیں۔ یہ حصہ "میرے" وجود کا دوسرا حصہ تھا جو مکمل ہوا۔

کلمات قصار

"سیّد رضی" دوبارہ کام اور تحقیق میں مشغول ہو گئے؛ کیونکہ "میرے" (نہج البلاغہ) کے اوراق کا تیسرا حصہ، جس کا نام "کلمات قصار" (مختصر اقوال) تھا، ابھی تک جمع نہیں ہوا تھا۔

امام علی (ع) کے مختصر اقوال کی خوبصورتی زیادہ تر اس وجہ سے تھی کہ آپ چند الفاظ یا چند مختصر جملوں میں سننے والے کو قیمتی حقائق سکھادیتے تھے اور علم و حکمت کا ایک سمندر الفاظ کے ایک چھوٹے سے پیمانے میں سمو دیتے تھے۔ جو شخص فارسی ضرب المثل "کم گوی و گزیدہ گوی چون دُر" (کم بولو مگر منتخب موتیوں کی طرح بولو) کے واضح نمونے تلاش کرنا چاہے، اس کے لیے کافی ہے کہ وہ "میرے" آخری حصے کی طرف رجوع کرے اور صبر سے امام علی (ع) کے مختصر اور حکیمانہ اقوال کو پڑھے۔ یہ حکیمانہ اقوال سیّد رضی کے لیے سب سے زیادہ دلکش تھے۔

کبھی آپ امام (ع) کے مختصر اقوال کی خوبصورتی پر اتنے حیران ہو جاتے تھے کہ کلمات قصار کو جاری رکھنے کے بجائے، ایک حکیمانہ قول کی تعریف میں قلم چلانا شروع کر دیتے۔

آپ ان میں سے ایک حکمت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

"یہ وہ کلام ہے جس کی کوئی قیمت مقرر نہیں کی جا سکتی اور اس کے ہم پلہ کوئی حکمت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی اس کے برابر کوئی جملہ قرار دیا جا سکتا ہے"۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اگر اس کتاب میں اس قول کے علاوہ کچھ اور نہ بھی ہوتا، تو بھی یہ دانشمند اور متفکر انسان کو نصیحت اور واضح حکمت دینے کے لیے کافی تھا"۔

سیّد رضی کا کام مسلسل جاری رہا اور وہ ہر روز اپنے پرانی یادداشتوں میں ایک ورق کا اضافہ کرتے گئے۔ بالآخر امام علی (ع) کے چار سو نویں مختصر اور حکیمانہ قول کو لکھنے کے ساتھ، "میرا" تیسرا حصہ، یعنی فصل "کلمات قصار" بھی لکھا گیا۔ اور اس طرح "میرا" پورا پیکر، جو خطبات، خطوط اور کلمات قصار پر مشتمل تھا، مکمل ہوا، اور سیّد رضی نے اس عظیم کام کو، جو انہوں نے کافی عرصہ پہلے شروع کیا تھا، اختتام تک پہنچایا۔

کلمات قصار کے نمونے

امام علی (ع) کے "کلمات قصار" کے حصے سے سب سے خوبصورت اور دلکش اقوال کا انتخاب کرنا ایک مشکل کام ہے۔ جسے بھی دیکھیں، وہ خوبصورت اور دلکش ہے اور کسی ایک کو دوسرے پر آسانی سے برتری نہیں دی جاسکتی۔

اس کے باوجود، میں اس بے مثال گلستان سے چالیس پھول چن کر آپ قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ کتنا اچھا ہوگا کہ آپ ان چالیس حدیثوں کو حفظ کرلیں اور اپنے دل کو ان آسمانی کلمات سے نورانی بنائیں:

1 لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت (حکمت 9)

«خَالِطُوا النَّاسَ مُخَالَطَةً إِنْ مِتُّمْ مَعَهَا بَكَوْا عَلَيْكُمْ
وَإِنْ عِشْتُمْ حَنُّوا إِلَيْكُمْ.»

لوگوں کے ساتھ ایسی معاشرت رکھو کہ اگر تُم مر جاؤ تو وہ تُم پر روئیں،
اور اگر زندہ رہو تو وہ تُم سے محبت کریں۔

2 قدرت مندانہ بخشش (حکمت 10)

«إِذَا قَدَرْتَ عَلَى عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْهُ شُكْراً لِلْقُدْرَةِ عَلَيْهِ.»

جب تُم اپنے دشمن پر قابو پالو، تواسے معاف کردو، جواس قابو پانے کا شکرانہ ہو۔

3 غفلت از آخرت (حکمت ۳۶)

«مَنْ أَطَالَ الْأَمَلَ أَسَاءَ الْعَمَلَ.»

جو شخص اپنی آرزوؤں کو لمبا کرتا ہے، وہ (موت اور آخرت سے) غفلت کی وجہ سے عمل کو بگاڑ دیتا ہے۔

4 جھوٹے کی دوستی (حکمت ۳۸)

«إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْكَذَّابِ فَإِنَّهُ كَالسَّرَابِ يُقَرِّبُ عَلَيْكَ الْبَعِيدَ وَيُبَعِّدُ عَلَيْكَ الْقَرِيبَ.»

جھوٹے کی دوستی سے بچو، کیونکہ وہ سراب کی طرح ہے؛ وہ دور کو تمہارے قریب کرکے دکھاتا ہے اور قریب کو تم سے دور کرکے دکھاتا ہے۔

5 تباہ کرنے والا غرور (حکمت ۴٦)

«سَيِّئَةٌ تَسُوءُكَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُعْجِبُكَ.»

وہ بُرا کام جو تمہیں ناخوش اور پشیمان کرے، خدا کے نزدیک اس نیک کام سے بہتر ہے جو تمہیں مغرور کردے۔

6 قناعت ایک خزانہ (حکمت ۵۷)

«اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ.»

قناعت وہ مال ودولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

7 زبان ایک وحشی جانور (حکمت ٦٠)

«اللِّسَانُ سَبُعٌ إِنْ خُلِّيَ عَنْهُ عَقَرَ.»

زبان ایک درندہ ہے کہ اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ کاٹ کھائے گا۔

8 احسان کا بدلہ (حکمت ٦٢)

«إِذَا أُسْدِيَتْ إِلَيْكَ يَدٌ فَكَافِئْهَا بِمَا يُرْبِي عَلَيْهَا، وَالْفَضْلُ مَعَ ذٰلِكَ لِلْبَادِي.»

جب تمہارے ساتھ کوئی احسان کیا جائے، تو اس کا بدلہ اس سے زیادہ دو۔ اس کے باوجود فضیلت اور برتری اس کی ہے جس نے نیک کام کی ابتداء کی۔

9 جاہل کی پہچان (حکمت ۷۰)

«لَا تَرَى الْجَاهِلَ إِلَّا مُفْرِطاً أَوْ مُفَرِّطاً.»

نادان کو تم نہیں دیکھوگے مگر یہ کہ وہ یا تو حد سے تجاوز کرنے والا ہوگا یا کوتاہی کرنے والا؛ وہ کبھی اعتدال کی راہ پر قدم نہیں رکھتا۔

10 عقلمند کی زبان (حکمت ۷۱)

«إِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ.»

جب عقل کامل ہو جائے تو کلام مختصر ہو جاتا ہے۔

11 خیر دنیا (حکمت ۹۴)

«لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لِرَجُلَيْنِ: رَجُلٍ أَذْنَبَ ذُنُوباً فَهُوَ يَتَدَارَكُهَا بِالتَّوْبَةِ، وَرَجُلٍ يُسَارِعُ فِي الْخَيْرَاتِ.»

دنیا میں کوئی خیر نہیں ہے مگر دو اشخاص کے لیے: ایک وہ جس نے گناہ کیے ہوں اور وہ توبہ سے ان کی تلافی کرلے، اور دوسرا وہ جو نیکیوں میں جلدی کرے۔

12 مشورے کی طاقت (حکمت ۱۱۳)

«لَا مُظَاهَرَةَ أَوْثَقُ مِنَ الْمُشَاوَرَةِ.»

مشورہ سے زیادہ قابل اعتماد کوئی یار و مددگار نہیں۔

13 رسول خدا (ص) کا دشمن (حکمت ۹۶)

«إِنَّ وَلِيَّ مُحَمَّدٍ مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ وَإِنْ بَعُدَتْ لُحْمَتُهُ، وَإِنَّ عَدُوَّ مُحَمَّدٍ مَنْ عَصَى اللَّهَ وَإِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُهُ.»

محمد (ص) کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے، اگرچہ وہ رشتہ میں ان سے دور ہو۔اور محمد (ص) کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے، اگرچہ وہ رشتہ میں ان سے قریب ہو۔

14 فرصتوں کا ضائع کرنا (حکمت ۱۱۸)

«إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ.»

موقع گنوا دینا غم واندوہ کا سبب ہے۔

15 میانہ روی (حکمت ۱۴۰)

«مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ.»

جو شخص خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرے، وہ کبھی محتاج نہیں ہو گا۔

16 مصیبتوں کو دور کرنے کا طریقہ (حکمت ۱۴۶)

«اِدْفَعُوا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ.»

مصیبتوں کی لہروں کو دعا کے ذریعے اپنے سے دور کرو۔

17 زبان کے نیچے چھپا ہونا(حکمت ۱۴۸)

«اَلْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ.»

آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے، جب تک وہ بولتا نہیں، اس کا باطن ظاہر نہیں ہوتا۔

18 صبر اور کامیابی (حکمت ۱۵۳)

«لَا يَعْدَمُ الصَّبُورُ الظُّفَرَ وَإِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ.»

صبر کرنے والا شخص کامیابی کو ہاتھ سے نہیں جانے دے گا، اگرچہ وقت لمبا ہی

کیوں نہ ہو جائے۔

19 مشورے کا فائدہ (حکمت ۱۶۱)

«مَنِ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ، وَمَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي عُقُولِهَا.»

جو شخص اپنی رائے پر اکیلا قائم رہا، وہ ہلاک ہوا 273، اور جو دوسروں سے مشورہ

کرتا ہے، وہ ان کی عقل و خرد میں شریک ہو جاتا ہے۔

20 اطاعت صرف خدا کی (حکمت ۱۶۵)

«لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.»

مخلوق کی خاطر ہرگز خالق کی نافرمانی نہ کرو۔

21 حسادت و دوستی (حکمت ۲۱۸):

«حَسَدُ الصَّدِيقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ.»

دوست کا حسد، دوستی کی بیماری کی نشانی ہے۔

22 بدترین بوجھ (حکمت ۲۲۱)

«بِئْسَ الزَّادُ إِلَى الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ.»

قیامت کے سفر کے لیے بندگانِ خدا پر ظلم کرنا بدترین توشہ (بوجھ) ہے۔

23 کریمانہ غفلت (حکمت ۲۲۲)

«مِنْ أَشْرَفِ أَعْمَالِ الْكَرِيمِ غَفْلَتُهُ عَمَّا يَعْلَمُ.»

بزرگ شخص کے بہترین کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ان برے کاموں سے چشم پوشی کرے جن سے وہ آگاہ ہے۔

24 انصاف (حکمت ۲۲۴)

«بِالنَّصَفَةِ يَكْثُرُ الْمُوَاصِلُونَ.»

انصاف کرنے سے دوستوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔

25 حریص کی ذلت (حکمت 226)

«الطَّامِعُ فِي وَثَاقِ الذّلِّ.»

حریص (لالچی) ذلت اور خواری کی قید میں گرفتار ہے۔

26 بری عاجزی (حکمت 228)

«مَنْ أَتَى غَنِيّاً فَتَوَاضَعَ لَهُ لِغِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِينِهِ.»

جو شخص کسی مالدار کے پاس جائے اور اس کی دولت کی وجہ سے اس کے سامنے عاجزی کرے، تو اس کا دو تہائی دین ختم ہو جاتا ہے۔

27 واجبات کی اہمیت (حکمت 279)

«إِذَا أَضَرّتِ النّوافِلُ بِالْفَرَائِضِ فَارْفُضُوهَا.»

اگر مستحب کاموں کی ادائیگی واجبات کو نقصان پہنچائے، تو انہیں چھوڑ دو۔

28 بے وقوف سے دوستی (حکمت ۲۲۴)

«لَا تَصْحَبِ الْمَائِقَ، فَإِنَّهُ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهُ وَيَوَدُّ أَنْ تَكُونَ مِثْلَهُ.»

بے وقوف کے ساتھ دوستی نہ کرو؛ کیونکہ وہ اپنے (برے) کام کو تمہاری سامنے اچھا بنا کر پیش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم بھی اس کی طرح ہو جاؤ۔

29 دوست اور دشمن (حکمت 295)

«أَصْدِقَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ، وَ أَعْدَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ.

فَأَصْدِقَاؤُكَ صَدِيقُكَ وَ صَدِيقُ صَدِيقِكَ وَ عَدُوُّ عَدُوِّكَ

وأَعْدَاؤُكَ عَدُوُّكَ وَ عَدُوُّ صَدِيقِكَ و صَدِيقُ عَدُوِّكَ.»

تمہارے دوست تین گروہ ہیں، اور تمہارے دشمن بھی تین گروہ ہیں۔ دوست یہ ہیں:

تمہارا دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن۔

اور دشمن یہ ہیں: تمہارا دشمن، تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔

30 بدترین گناہ (حکمت 348)

«أَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَهَانَ بِهِ صَاحِبُهُ.»

سب سے بڑا گناہ وہ ہے جسے گناہ کرنے والا حقیر (چھوٹا) سمجھے۔

31 سب سے بڑا عیب (حکمت 353)

«أَكْبَرُ الْعَيْبِ أَنْ تَعِيبَ مَا فِيكَ مِثْلُهُ.»

سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تم دوسروں میں اُس چیز کو عیب شمار کرو جس کی مثال

تمہارے اندر بھی ہو۔

32 زیادہ بحث مت کرو (حکمت 362)

«مَنْ ضَنَّ بِعِرْضِهِ فَلْيَدَعِ الْمِرَاءَ.»

جو شخص اپنی عزت و آبرو سے محبت رکھتا ہے، اسے دوسروں کے ساتھ بحث و تکرار چھوڑ دینی چاہیے۔

33 برترین عزت (حکمت 371)

«لا شَرَفَ أَعْلَى مِنَ الإِسْلامِ.»

اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف (عزت/بزرگی) نہیں ہے۔

34 تلاش کرنے والا پا لیتا ہے (حکمت 386)

«مَنْ طَلَبَ شَيْئاً نَالَهُ أَوْ بَعْضَهُ.»

جو شخص کسی چیز کو تلاش کرتا ہے، وہ اسے یا اس کا کچھ حصہ ضرور حاصل کر لیتا ہے۔

35 حق کی طاقت (حکمت 408)

«مَنْ صَارَعَ الْحَقَّ صَرَعَهُ.»

جو شخص حق سے لڑائی کرے گا، حق اسے سر کے بل زمین پر پٹخ دے گا۔

36 اولاد کا حق (حکمت 399)

«حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اسْمَهُ و يُحَسِّنَ أَدَبَهُ وَيُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ.»

والد پر اولاد کا حق یہ ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے، بہترین آداب سکھائے،
اور اسے قرآن کی تعلیم دے۔

37 ادب سکھانے کا کارخانہ (حکمت 412)

«كَفَاكَ أَدَباً لِنَفْسِكَ اجْتِنَابُ مَا تَكْرَهُهُ مِنْ غَيْرِكَ.»

اپنے آپ کو مؤدب بنانے کے لیے یہی کافی ہے کہ تم ان کاموں سے پرہیز کرو جو تم
دوسروں سے ناپسند کرتے ہو۔

38 دنیا کی مٹھاس کا راز (حکمت 423)

«مَنْ عَمِلَ لِدِينِهِ كَفَاهُ اللهُ أَمْرَ دُنْيَاهُ.»

جو شخص اپنے دین کے کام میں لگ جاتا ہے، اللہ اس کے دنیا کے کاموں کے لیے
کافی ہو جاتا ہے۔

39 اوقات کی تقسیم (حکمت 390)

«لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ، فَسَاعَةٌ يُنَاجِي فِيهَا رَبَّهُ،
وَ سَاعَةٌ يَرِمُّ مَعَاشَهُ،
وَ سَاعَةٌ يُخَلِّي بَيْنَ نَفْسِهِ وَبَيْنَ لَذَّتِهَا فِيمَا يَحِلُّ وَيَجْمُلُ.»

مؤمن اپنے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے: ایک حصہ رب سے راز و نیاز، دوسرا معاش سنوارنا، اور تیسرا حلال اور اچھی لذتوں سے لطف اندوز ہونا۔

40 اصل عید (حکمت 428)

«كُلُّ يَوْمٍ لَا يُعْصَى اللَّهُ فِيهِ فَهُوَ عِيدٌ.»

ہر وہ دن جس میں اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے، وہ دن عید ہے۔

کلمات قصار کے نمونے

"میرے" آخری حصہ، یعنی کلمات قصار کا حصہ مکمل ہونے کے بعد، اب وقت تھا کہ سید رضی "میرے" لیے کوئی نام منتخب کریں۔ کسی بھی کتاب کا نام اس کے محتوا کا عکاس ہونا چاہیے۔

سید رضی اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ میں اس کتاب کے لیے کون سا نام منتخب کروں جو اس کے خوبصورت اور دلکش متن کو شایانِ شان طریقے سے متعارف کرا سکے۔ وہ اس بارے میں بہت غور و فکر کر رہے تھے۔ اچانک یہ عبارت ان کے ذہن کے آئینے میں ابھری: "نہج البلاغہ"۔ جی ہاں! انھوں نے میرا نام "نہج البلاغہ" رکھا۔ "نہج" کا مطلب ہے "روشن راستہ"، "البلاغہ" کا مطلب ہے "سنجیدہ اور فصیح کلام"۔ یہ دونوں کلمات مل کر "سنجیدہ اور فصیح کلام کرنے کا روشن راستہ" کا معنی دیتے ہیں۔

سید رضی خود میرے نام رکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

"جب کتاب کا لکھنا مکمل ہوا تو میں نے دیکھا کہ بہتر ہے اس کتاب کا نام 'نہج البلاغہ' رکھوں؛ کیونکہ یہ کتاب پڑھنے والوں کے لیے بلاغت کے دروازے کھولتی ہے، اور بلاغت کے متلاشیوں کو اسے سیکھنے کے قریب کرتی ہے، اور جو کچھ استاد، شاگرد، واعظ اور زاہد کی ضرورت یا خواہش ہے، اسے ان کی دسترس میں لے آتی ہے۔"

انہوں نے نام رکھنے کے بعد، ایک مقدمہ لکھا اور اسے "میرے" تینوں حصوں کے آغاز میں شامل کر دیا۔ اس مقدمے میں انہوں نے میری تحریر کا قصہ بیان کیا اور میرا تعارف کرایا۔ جو کچھ اب تک سید رضی کے کلام سے میں نے آپ کو سنایا ہے، وہ سب اسی مقدمے سے ہے جسے انہوں نے اپنے فصیح قلم سے لکھا تھا۔

اس طرح، "میرے" لکھنے کا کام ماہِ رجب سن 400 ہجری قمری میں مکمل ہوا، جب سید رضی کی عمر اکتالیس (41) سال تھی۔

انہوں نے "میرے" اوراق کے درمیان سفید کاغذ بھی رکھ دیئے تاکہ اگر بعد میں امام علیؑ کا کوئی اور دلکش کلام ملے تو اسے پچھلی تحریروں میں شامل کر سکیں۔

نہج البلاغہ کا پھیلاؤ اور رواج

رضی نے سب سے پہلے مجھے اپنے بھتیجی، یعنی سید مرتضیٰ کی بیٹی کو سکھایا، اور امامؑ کے کلام کے دقیق معانی اس علم سے محبت کرنے والی بچی کو سمجھائے۔

"میرے" لکھنے کے چھ سال بعد، سید رضی اتوار، چھ محرم سن 406 ہجری قمری کو سینتالیس (47) سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ بغداد کے لوگوں نے اس دانا عالم کا جنازہ پورے جاہ و جلال سے اٹھایا اور انہیں ان کے اپنے گھر کے محلہ "کرخ" میں سپردِ خاک کیا۔

سید رضی نے دنیا سے آنکھیں موند لیں، لیکن ان کا نام علم و دانش کی دنیا میں ان کی بے پناہ خدمات کی بدولت، جن میں "میری" تالیف بھی شامل ہے، تاریخ میں ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا۔

"میری" تالیف نے سید کو دنیا کے مشہور ترین اور معتبر محققین اور مصنفین میں شامل کر دیا، یہاں تک کہ آج بہت سے لوگ انہیں "مصنفِ نہج البلاغہ" کے نام سے جانتے ہیں۔ علم و دانش کی دنیا میں "میری" پیدائش کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ مجھے مسلمانوں کی بھرپور توجہ حاصل ہو گئی۔ جیسے جیسے میری عمر بڑھتی گئی، میری اہمیت بھی بڑھتی گئی، یہاں تک کہ مسلمان دانشوروں نے مجھے "قرآن کا بھائی" کا لقب دے دیا۔ بعض علماء نے تو میری تمام احادیث کو قرآن کی طرح حفظ کر لیا اور "حافظِ کلِ نہج البلاغہ" کہلائے۔

سید رضی کی وفات سے لے کر آج تک، مسلمانوں نے "میری" ترویج اور اشاعت کے لیے بڑے اقدامات کیے ہیں۔ ایک گروہ نے، اُس زمانے میں جب آج کے پرنٹنگ کے آلات میسر نہیں تھے، مجھے خوبصورت اور واضح خط میں لکھا تاکہ دوسرے بھی استفادہ کر سکیں۔ اب ان مخطوطوں کی بڑی تعداد دنیا کے مشہور کتب خانوں اور عجائب گھروں میں محفوظ ہے اور محققین کے زیرِ استعمال ہے۔

نہج البلاغہ کا پھیلاؤ اور رواج

ایک دوسرے گروہ نے "میری" احادیث کی شرح، تفسیر اور وضاحت پر توجہ دی۔ انہوں نے "شرح نہج البلاغہ" کے عنوان سے بہت سی کتابیں لکھیں، جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ صرف معلوم شروحات کی تعداد سینکڑوں جلدوں تک پہنچتی ہے۔ یہ مناسب ہے کہ میں آپ کو اب تک لکھی گئی کچھ مشہور شروحات سے آشنا کراؤں:

1۔ شرح نہج البلاغہ از عزّالدین ابن ابی الحدید (متوفی 656ھ):

یہ سب سے معروف اور مفید شروحات میں سے ایک ہے جو مسلمان دانشوروں نے لکھی ہے۔ یہ بیس (20) جلدوں پر مشتمل شرح چار سال میں لکھی گئی۔

2۔ شرح نہج البلاغہ از کمال الدین ابن میثم بحرانی (عظیم شیعہ فیلسوف، متوفی 679ھ):

یہ عالمانہ شرح عربی زبان میں ہے۔

3۔ شرح نہج البلاغہ از مولا محمد صالح قزوینی (گیارہویں صدی ہجری کے علماء میں سے):

یہ فارسی زبان میں مفید اور دلچسپ شروحات میں سے ہے۔

4۔ شرح نہج البلاغہ از محمد باقر لاہیجی اصفہانی (تیرہویں صدی ہجری کے علماء میں سے):

یہ شرح دو جلدوں میں فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔

5۔ منہاج البراعۃ از علامہ سید حبیب اللہ خوئی (متوفی 1324ھ):

یہ مفصل اور مفید شرح 20 جلدوں میں عربی زبان میں لکھی گئی۔ بدقسمتی سے، مصنف اپنا کام مکمل کرنے سے پہلے ہی وفات پاگئے۔ اس شرح کا بقیہ حصہ استاد حسن حسن زادہ آملی اور شیخ محمد باقر کمرہ ای کی کوششوں سے مکمل ہوا۔

6۔شرح نہج البلاغہ از شیخ محمد عبدہ(متوفی1333ھ):

یہ شرح عربی میں، بہت دلچسپ اور قابل مطالعہ ہے۔

7۔فی ظلال نہج البلاغہ از مرحوم استاد شیخ محمد جواد مغنیہ (معاصر دانشور):

یہ شرح عربی زبان میں ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

8۔ بہج الصباغۃ فی شرح نہج البلاغہ از مرحوم علامہ حاج محمد تقی شوشتری (معاصر علماء میں سے)۔

9۔ترجمہ و شرح نہج البلاغہ از مرحوم علامہ محمد تقی جعفری(معاصر دانشور):

علامہ جعفری کی شرح فارسی زبان میں بہترین شروحات میں سے ہے۔اس شرح کا کام جاری تھا کہ بدقسمتی سے مصنف وفات پاگئے اور یہ قیمتی کام مکمل نہ ہو سکا۔

نہج البلاغہ کا ترجمہ

مختلف زبانوں میں ترجمہ کرناان دوسرے شاندار کاموں میں سے ہے جو مسلمانوں نے "میری" اشاعت اور ترویج کے لیے کیے ہیں۔ میں اب تک دنیا کی بہت سی زندہ زبانوں، بشمول فارسی، انگریزی، اردو، پشتو، سندھی، جرمن، ترکی، ہسپانوی، اطالوی، فرانسیسی، اور بوسنیائی، میں ترجمہ ہو چکا ہوں۔

جن لوگوں نے میرا ترجمہ کیا ہے، ان میں فارسی بولنے والوں کی کوششیں بہت نمایاں اور قابل توجہ ہیں۔ انہوں نے میرا بارہا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ کام کسی دوسری زبان میں اتنی کثرت سے نہیں ہوا۔ یہاں فارسی کے چند مشہور ترین تراجم کا ذکر کیا جاتا ہے:

اردو زبان میں اس کے بہت سے ترجمے ہوئے ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں:

1۔ ترجمہ نہج البلاغہ مفتی جعفر حسین صاحب

یہ ترجمہ اپنی شاندار ادبی روانی اور برجستگی کے باعث خاص طور پر ممتاز ہے۔ مترجم نے امامؑ کے کلام کے اصل جوہر اور اثر انگیزی کو اردو زبان میں باکمال طریقے سے منتقل کیا ہے۔

2۔ ترجمہ نہج البلاغہ علامہ ذیشان حیدر جوادی

یہ ترجمہ اپنی سادہ، عام فہم اور مؤثر زبان کے باعث خصوصاً مقبول ہے۔ اس میں مشکل عربی الفاظ سے گریز کرتے ہوئے امامؑ کے کلام کے تعلیمی اور اخلاقی پہلوؤں کو براہِ راست قاری تک پہنچایا گیا ہے۔

جن لوگوں نے میرا ترجمہ کیا ہے، ان میں فارسی بولنے والوں کی کوششیں بہت نمایاں اور قابل توجہ ہیں۔ انہوں نے میرا بارہا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ کام کسی دوسری زبان میں اتنی کثرت سے نہیں ہوا۔ یہاں فارسی کے چند مشہور ترین تراجم کا ذکر کیا جاتا ہے:

1. ترجمہ وشرح مختصر قلم مرحوم حجۃ الاسلام سید علی نقی فیض الاسلام، جو بہت زیادہ مشہور ہے۔
2. ترجمہ وشرح مختصر از سپہر خراسانی تین جلدوں میں۔
3. ترجمہ مرحوم جواد فاضل، جو ایک آسان اور رواں ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ "میرا" صرف ایک منتخب حصہ ہے جو فارسی زبان کے نوجوانوں اور ادب دوستوں میں بہت مشہور ہے۔
4. ترجمہ مرحوم ڈاکٹر اسداللہ مبشری، جو ایک رواں اور پڑھنے کے قابل ترجمہ ہے۔
5. ترجمہ و مختصر شرح قلم مرحوم آیت اللہ سید محمود طالقانی، جو صرف "میرا" ایک حصہ ہے۔

جو کچھ میں نے بتایا، اس کے علاوہ بھی "میرے" بارے میں دوسرے اچھے کام کیے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے میرے اور میرے محنتی مصنف کے بارے میں کتابیں لکھیں اور ہمارا تعارف کرایا۔ بعض محققین نے "میرے" تینوں حصوں سے موضوعات نکال کر ان کا جائزہ لیا۔ کچھ مصبھہین نے "میرے" منتخب حصہ جمع کیا اور اسے ایک آزاد کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ بعض ذوق مند شعراء نے بھی "میرے" کچھ حصوں کو شاعری کی زبان میں بیان کیا۔ اور کچھ نے میری تعریف میں اشعار کہے ہیں۔ ان شاعروں کے ادبی اشعار کے ساتھ امام علیؑ کے چند اقوال کا ذکر لطف سے خالی نہیں ہے:

نہج البلاغہ کیا ہے ؟ بلاغت کی انتہا! الفاظ کے چمن میں لطافت کی انتہا
حسنِ بیانِ حق و صداقت کی انتہا اعلانِ حق میں حسنِ خطابت کی انتہا
کیا انتخاب لفظ ہیں، کیا اہتمام ہے
فرمودۂ امام امامُ الکلام ہے!

بیٹا کسبِ معاش کو جاو
تو میانہ روش کو اپناو

اور اُس آرام میں نہیں برکت
جس میں بیٹا نہ ہو کوئی زحمت

جو زیادہ زبان کھولتا ہے
بے تکی باتیں پھر وہ بولتا ہے

زور آور بناتا ہے اکثر
ایک بے بس کو اپنا لقمہء تر

اے مالک وقت سے پہلے نہ جلدی تم کبھی کرنا
جب آجائے تو ہرگز تم نہ اس میں کاہلی کرنا

دیکھ لو ہم سفر کو قبلِ سفر
گھر سے پہلے پڑوس کی لو خبر

نہج البلاغہ کا عالمی مقام

باوجود اس کے کہ سید رضی سے پہلے اور ان کے بعد بھی دوسرے علماء نے امام علیؑ کے کلام کو مجموعوں میں جمع کیا، لیکن جو شہرت انہوں نے "مجھے" (نہج البلاغہ) کو لکھ کر دنیا میں حاصل کی، وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔

آج دنیا میں کوئی اہم لائبریری ایسی نہیں ہے جہاں "میرے" کوئی نسخہ نہ پایا جاتا ہو، اور کوئی مسلمان عالم یا طالب علم مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے کم از کم ایک بار "مجھے" نہ پڑھا ہو۔ یہاں تک کہ غیر مسلم مفکرین کی ایک بڑی تعداد بھی "مجھے" شوق سے پڑھتی ہے اور امیر المؤمنینؑ کے کلام کے صاف و شفاف چشمے سے سیراب ہوتی ہے۔

ٹھیک ہے، میرے پیارے دوستو،

اگر میں اپنے بارے میں مزید بات کرنا چاہوں، تو یہ آسانی سے ختم نہیں ہوگا؛ لیکن یہی مقدار کافی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ مختصر وضاحت میری اور آپ کی دوستی کے لیے ایک تمہید بنے گی اور امیر المؤمنینؑ کے قیمتی کلام سے آپ کی آشنائی اور لگاؤ کے لیے بنیاد فراہم کرے گی۔ ان شاء اللہ۔

کوئز کے سوالات

اب جبکہ آپ نے "نہج البلاغہ کا تعارف" کتاب کا مطالعہ مکمل کر لیا ہے، یہ اچھا ہوگا کہ آپ اس حصے کے نامکمل جملوں کو مکمل کر کے خود کو آزمائیں اور نہج البلاغہ کے بارے میں اپنی معلومات کا امتحان لیں۔

1. کتاب نہج البلاغہ کے مصنف کا نام ______________ ہے، جو سن ______________ میں بغداد شہر میں پیدا ہوئے۔
2. نہج البلاغہ کا لقب ______________ ہے۔
3. نہج البلاغہ کے مصنف کے پہلے ممتاز استاد شیخ ______________ تھے جو اس دور کے سب سے بڑے عالم شمار ہوتے تھے۔
4. نہج البلاغہ کے مصنف کا نسب پانچ واسطوں سے امام ______________ تک پہنچتا ہے۔
5. نہج البلاغہ کے مصنف نے قرآن سے اپنی محبت کی وجہ سے اسے ______________ سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔
6. سید رضی کے بھائی کا نام ______________ تھا جو خود بھی اپنے زمانے کے بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔
7. نہج البلاغہ کا پہلا حصہ ______________ پر مشتمل ہے۔
8. سید رضی کو جو کتابیں دستیاب تھیں، ان میں ______________ لائبریری (80 ہزار نسخوں کے ساتھ) اور ______________ لائبریری (100 ہزار جلدوں کے ساتھ) شامل تھیں۔

9. "خطبہ" اس گفتگو کو کہتے ہیں جو تھوڑی _____________ ہو اور عموماً لوگوں کے ایک گروہ کے _____________ میں بیان کیا جائے۔

10. خطبہ قاصعہ (خطبہ نمبر 192) ایک لمبا خطبہ _____________ کے بارے میں ہے، جس میں لوگوں کو _____________ کی پیروی سے خبردار کیا گیا ہے۔

11. امام علیؑ فرماتے ہیں: پرہیزگار (انسان) ایسا ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ _____________ کرے، وہ اس سے در گزر کرتا ہے۔

12. امام علیؑ : پرہیزگار (انسان) بری اور ناشائستہ بات نہیں کرتا، اور اس کی گفتگو _____________ ہے۔

13. امام علیؑ: پرہیزگار (انسان) خود کو بیکار کام میں مشغول نہیں کرتا اور راہ _____________ سے باہر نہیں جاتا۔

14. خطبہ پرہیزگاران (خطبہ نمبر 193) پرہیزگاروں کی تعریف میں ہے، جو ایک پرہیزگار شخص جس کا نام _____________ تھا، اس کی درخواست پر بیان کیا گیا ہے۔

15. نہج البلاغہ میں _____________ خطبے ذکر کیے گئے ہیں۔

نہج البلاغہ کا دوسرا حصہ، _____________ کا حصہ ہے۔

16. نہج البلاغہ کا خط نمبر 31 امام _____________ کو لکھا گیا۔ یہ خط جنگ _____________

17. سے واپسی کے وقت لکھا گیا تھا۔

18. نہج البلاغہ کا خط نمبر 45 _____________ کی سرزنش میں ہے، جو بصرہ کا حاکم تھا۔

19. نہج البلاغہ کے خطوط کی تعداد _____________ ہے۔

20. امام علیؑ: "اے مالک! اپنے دل کو لوگوں کے لیے ___________ سے پُر کر، اور ان کے لیے ___________ درندے کی طرح نہ بنو جوان کا خون غنیمت سمجھے۔"

21. نہج البلاغہ کا تیسرا حصہ ___________ ہے۔

22. امام علیؑ: "لوگوں کے ساتھ چنانچہ مل جل کر رہو کہ اگر ___________ تو وہ تم پر ___________ اور اگر زندہ رہے تو وہ تمہیں ___________۔"

23. امام علیؑ: ___________ ایک ایسا مال و دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

24. امام علیؑ: جب ___________ مکمل ہو جاتا ہے، تو بات ___________ ہو جاتی ہے۔

25. امام علیؑ: ___________ کا کھو دینا غم اور اندوہ کا سبب ہے۔

26. امام علیؑ: ___________ ذلت اور خواری کی قید میں گرفتار ہے۔

27. امام علیؑ: اگر مستحبات کی ادائیگی ___________ کو نقصان پہنچائے، تو انہیں چھوڑ دو۔

28. امام علیؑ: بدترین گناہ وہ ہے جسے گناہگار ___________ شمار کرے۔

29. امام علیؑ: ہر وہ دن جس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو، وہ دن ___________ ہے۔

30. نہج البلاغہ کے آخری حصے میں مختصر ___________ اور حکمت آمیز اقوال آئے ہیں۔

31. نہج البلاغہ کے معنی "روشن راستہ ___________ کلام کرنے" کے ہیں۔

32. نہج البلاغہ کی تحریر ماہِ رجب سن ___________ میں مکمل ہوئی۔

33. سید رضی نے سب سے پہلے نہج البلاغہ کو ___________ کو، یعنی سید مرتضیٰ کی بیٹی کو سکھایا۔

34. سید رضی اتوار، چھ محرم سن ____________ کو 47 سال کی عمر میں اللہ کی رحمت سے جا ملے۔

علامہ خوئی کی شرح نہج البلاغہ ____________ جلدوں پر مشتمل ہے اور

35. ____________ زبان میں ہے۔

36. علامہ محمد تقی جعفری کی شرح نہج البلاغہ ____________ زبان میں ہے۔

37. مرحوم حجۃ الاسلام محمد ____________ کا ترجمہ سب سے کامیاب تراجم میں سے ہے، جس کے لاکھوں نسخے اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

38. ڈاکٹر سید جعفر ____________ کے ترجمے کی خوبی یہ ہے کہ کوشش کی گئی ہے کہ امامؑ کے کلام کی خوبصورتیاں ترجمے کے متن میں بھی جھلکیں۔

39. اس شعر کو مکمل کریں۔

جو زیادہ زبان کھولتا ہے --------------------

40. اور فرصت ____________ کی طرح گزر جاتی ہے۔

حوالہ جات کی فہرست

1. نہج البلاغہ

2. الغدیر، عبدالحسین امینی، جلد 4

3. نہج البلاغہ کی سیر، شہید مرتضیٰ مطہری

4. رسالہ "تراشا"، شمارہ 34

5. ترجمہ منظوم نہج البلاغہ، حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سلمان عابدی، مرکز افکار اسلامی

6. نہج البلاغہ اور اردو شعراء، مرکز افکار اسلامی